سعودی حکومت اور اُمتِ مسلمہ میں اعتماد کی ضرورت!

(پہلی قسط)

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

اس وقت اُمتِ مسلمہ جس زبوں حالی اور انتشار وخلفشار کا شکار ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی فکری، سیاسی اور بین الممالک شیرازہ بندی کے لیے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کی جائیں، عوامی اور حکومتی سطح پر اس نیک مقصد کے لیے اقدامات کیے جائیں اور ان تمام امور اور اقدامات سے دور رہا جائے جو اُمتِ مسلمہ کے اتحاد و اتفاق پر منفی اثرات مرتب کرتے ہوں، اس وقت کفریہ طاقتوں اور ان کے خفیہ وعلانیہ پروگراموں سے اُمت کے بچاؤ کے لیے آپس کے اصولی اور فروعی تنازعات سے بالاتر ہوکر سوچنے اور قدم اُٹھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے تمام گروہ مشترکات ومسلمات کے فارمولوں پر اپنی توانائیاں یکجا کرنے کی کوشش کریں اور اغیار کو کسی بھی طریقے سے اپنے درمیان فتنہ اندازی کے مواقع فراہم نہ کریں، کوشش یہ ہونی چاہیے کہ آپس کے اختلافات اپنے حلقوں تک محدود رہیں، کامل یا ناقص ہونے کا باہمی قضیہ بڑی عدالت کے لیے چھوڑ دیں، جس اخروی فیصلہ کے لیے ہم دنیا میں لپک رہے ہیں اس فیصلے نے ہمارا شیرازہ بکھیر کے رکھ دیا ہے، مگر ملتِ کافرہ ہمیں پھر بھی ایک ہی (مسلم قوم) سمجھ کر اپنا حریف اور مجرم ثابت کررہی ہے، اس لیے ہمیں چاہیے طاغوتی قوتوں کے سامنے بھرپور وحدت کا مظاہرہ کریں۔

دینِ اسلام میں ایسی کئی بنیادیں موجود ہیں جو اَب بھی ہماری وحدت کا بیّن ثبوت ہیں، جیسے حرمین شریفین اور وہاں کے مناسک اور اعمال کے لیے خطوں اور علاقوں کی تمیز کے بغیر، رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر اور فرقہ ومسلک کی شناخت سے بے نیاز ہوکر سب ’’لبیک أللّٰھم لبیک‘‘ کی صدائیں بلند کیے جارہے ہوتے ہیں، حرمین شریفین وہ نکتۂ وحدت ہے جس کی خاطر، جس کے نام پر پوری اُمتِ مسلمہ ہمہ وقت متحد ہونے کے لیے تیار رہتی ہے۔ ماضی بعید اور قریب کے چند نامناسب واقعات کے حوالے سے اُمتِ مسلمہ کا ردِعمل محتاجِ بیاں نہیں ہے۔ حرمین شریفین کے تحفظ، تقدس اور دفاع کے حوالے سے پاکستان سمیت پوری اسلامی دنیا ایک پلیٹ فارم پر متحد نظر آتی ہے۔

حرمین شریفین کے ساتھ احترام وتقدس کے انہی جذبات کی وجہ سے حرمین شریفین کی خادم

حکومت، سعودی عرب کے لیے اُمتِ مسلمہ انتہائی احترام وعقیدت کے جذبات رکھتی ہے اور سعودی حکومت کے بعض سیاسی مسائل کو بھی اُمتِ مسلمہ دینی معاملہ سمجھ کر ردِعمل دیتی ہے۔

ہمارا حسن ظن ہے کہ سعودی حکومت اور پاکستانی حکومت کے درمیان برادرانہ مراسم کو کوئی چیز متاثر نہیں کرسکتی، اسی طرح ہمہ وقت گہرے مسلسل روابط کی وجہ سے پاکستانی قوم کے سعودی عرب کے بارے میں جذبات بھی کسی ایمیگریشن میں سنسر نہیں ہو سکتے، سعودی حکومت بھی پاکستان کے عوام وخواص کے بارے میں کسی غلط فہمی کی بجائے اعلیٰ درجہ کے حسن ظن کی حامل ہوگی۔

مگر ایک عرصہ سے سعودی حکومت کی چھتری کے نیچے بعض انتظامی وفقہی معاملات ایسے رونما ہونا شروع ہوگئے ہیں جو کسی منظّم منصوبے کا حصہ معلوم ہوتے ہیں یا سعودی حکومت کی لاعلمی میں سعودی حکومت کے خلاف یہ سازش ہورہی ہے کہ اُمتِ مسلمہ سعودی حکومت سے دور اور بدظن ہوجائے، اور سعودیہ حکومت اور اُمتِ مسلمہ کے درمیان اعتماد کی فضا ختم ہوجائے، اس لیے دینی خیرخواہی اور سعودیہ عربیہ سے برادرانہ اُخوت کے پیش نظر ایسے چند امور کی نشاندہی وقت کی ضرورت ہے اور سعودیہ کے بہی خواہوں کے توسط سے ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں:

جدہ ایئرپورٹ پر نامناسب رویہ!

سعودی حکومت کے بعض انتظامی اور دینی امور میں کچھ غیرذمہ دار لوگ ایسے ہیں جو حکومت سعودیہ کے تنخواہ دار اور نمک خوار ہونے کے باوجود اُمتِ مسلمہ بالخصوص پاکستانی قوم اور سعودیہ کے درمیان دوری، بداعتمادی، اور بدگمانی کا باعث بن رہے ہیں، مثال کے طور پر جو زائرین کرام جدّہ ایئرپورٹ پر اُترتے ہیں یا وہاں سے واپس آرہے ہوتے ہیں ان کے ساتھ ایئرپورٹ کے عملے کا رویہ انتہائی نامناسب ہوتا ہے، جسے بجا طور پر بالکل غیرانسانی اور غیراخلاقی کہا جاتا ہے، جدہ ایئرپورٹ پہنچنے تک حرمین شریفین اور وہاں کی انتظامیہ کے لیے اپنائیت اور عقیدت کے جو جذبات ہوتے ہیں ان کا استقبال بدترین اجنبیت سے کیا جاتا ہے، وہاں بوڑھے، عورتیں اور بچے احرام کی حالت میں ایمیگریشن کی لائن میں کھڑے رہتے ہیں، جبکہ سامنے کاؤنٹر پر کوئی کارکن یا تو موجود نہیں ہوتا، اگر موجود ہوتا ہے تو وہ کارکن لائن کو کھڑی اور کاؤنٹر کو خالی چھوڑ کر کہیں بھی چلا جائے وہ اپنے فیصلہ میں ''بادشاہ'' مطلق کا عملی مظاہرہ کررہا ہوتا ہے اور یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک کارکن اگر کچھ کام کررہا ہے تو ادھر سے کوئی اور ''شیخ'' آدھمکے گا اور گالوں سے گالیں چپکانے کی رسم اطمینان سے ادا کرنے کے بعد جب تک چاہیں تبادلۂ خیال فرماتے رہیں گے یا بڑے بڑے موبائلوں کے اندرونی مواد کے مشاہدہ ومبادلہ کے کارِخیر میں مگن رہیں گے اور ادھر حاجی صاحبان اور معتمرین حضرات مجرموں کی طرح مہر بلب ساکت کھڑے رہیں گے، وہاں بول چال، اعتراض واشکال یا گزارش وفرمائش کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، ورنہ شاہانِ جدہ کی

مزاج شکنی کی جنایت کبریٰ کے نتیجے میں ''خروج نہائی'' کے ساتھ واپس بھی ہو سکتے ہیں، کیوں کہ جدہ ایئرپورٹ کا قانون لال رومال کے پلو اور پیلے بیج کے پین کے ساتھ ہی بندھا ہوا ہے۔ لاعلمی، زبان سے ناواقفیت کی بنا پر معمولی غلطی یا سامان کی معمولی زیادتی کی پاداش میں حجاج کرام کی وہ تکریم کی جاتی ہے جس کی دنیا میں کہیں بھی مثال نہیں ملتی، ہاں! ممکن ہے ہمارے بعض لوکل بس اڈوں پر اس طرح ہوتا ہو میں اس کی نفی نہیں کرسکتا۔ باقی دنیا کے کسی ایئرپورٹ کے عملے کا مسافروں کے ساتھ وہ رویہ ہرگز نہیں ہوسکتا جو جدّہ ایئرپورٹ پر ہوتا ہے۔

البتہ سامان کی کمی بیشی کی وجہ سے پریشان ہونے والے حاجی صاحبان اگر سفر حج وعمرہ کے باقی ماندہ کھلے ''ریالوں'' کا ایک ''شرعی تعویذ'' خضر وبنصر کے درمیان رکھ کر وہاں خدمت کے لیے موجود بنگلہ دیشی زعماء کے وسیلے سے استدعا کریں تو بعض لوگوں کے بقول ایسا حاجی جدہ ایئرپورٹ کے ''آسیبی'' اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ان گزارشات کا مقصد جدہ ایئرپورٹ پر کام کرنے والے بھائیوں کی برائی یا شکایت نہیں ہے، ہمیں ان سے شکایت نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ ہم ان کے نہیں حرمین کے مہمان ہیں، ان سے از راہِ مجبوری سرِ راہ وقتی سابقہ پڑتا ہے اور پڑا رہ جاتا ہے۔ باقی سعودی حکومت سے ان کے خلاف شکایت کرنا بھی مقصود نہیں، ہم ان بھائیوں کو معذور قرار دیتے ہوئے فقط یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ان بھائیوں کی ذاتی بھلائی اور سعودی حکومت کی انتظامی ضرورت کے لیے جدہ ایئرپورٹ کے عملے کی تربیت کی ضرورت ہے، سچ بات یہ ہے جدہ ایئرپورٹ کا عملہ قطعی پروفیشنل نہیں ہے، اس لیے انہیں کہیں اور نہ سہی کم ازکم کراچی ایئرپورٹ پر ٹریننگ کے لیے بھیجنا چاہیے، اگر ایسا ہوجائے تو امید ہے کہ حرمین جاتے ہوئے ہمیں جس قدر احترام والے رویہ کی آرزو گھلائے جارہی ہے وہ پوری ہوجائے گی اور یہ بھائی اپنے فرائض ادا کرنے کی مشق بھی کرلیں گے اور جدہ آنے والے مسلمانوں بالخصوص پاکستانیوں کے سامنے سعودیہ کی اسلامی وعربی میزبانی کی صحیح تصویر پیش ہوسکے گی۔ اور ہمارے بعض بھائیوں کے لاابالی پن یا کام سے عدمِ واقفیت کی بنا پر ان کے رویے کو سعودیہ کی پالیسی سمجھنے کی غلط فہمی دور ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ!

یہ امر اس وقت اس لیے ضروری ہے کہ سعودی حکومت اور دیگر مسلم ممالک کے درمیان زبردست اعتماد واتحاد کی ضرورت ہے اور بعض معمولی رویے اور جزوی واقعات بسا اوقات دوریوں کا ذریعہ بن جایا کرتے ہیں، ہمیں ایسے تمام اسباب پہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے جو ہماری وحدت کے لیے مضر ثابت ہوں۔ باقی پھر کبھی!!

حرمین کے انتظامات اور حلقہائے دروس!

حرمین شریفین دنیا کا واحد مرکز ہے جہاں ہر رنگ ونسل اور ہر خطے وعلاقے کے لاکھوں لوگ

ہمہ وقت موجود رہتے ہیں اور کسی قسم کی بدمزگی یا انتشار نہیں ہوتا، اس کی روحانی وجہ تو ظاہر ہے کہ آنے والے عشق الٰہی اور محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جو جذبات لے کر آتے ہیں اور اپنی اپنی زبانوں میں اپنے اپنے نظریات کے مطابق فنائیت و فدائیت کے گلہائے مشکبار نچھاور کررہے ہوتے ہیں، اُنہیں کسی امتیازی شان، انفرادی روش یا فسادی عمل کی توجہ وفرصت ہی نہیں رہتی، دوسری بڑی مادی وجہ وہ سعودی حکومت کی انتظامی چابکدستی ہے، دنیا اس کی مثال بھی پیش نہیں کرسکتی کہ اتنے بڑے اژدحام کو خالی ہاتھوں محض وردی کے عقیدت مندانہ رعب سے کنٹرول کیا جاتا ہے، کسی سپاہی کے ہاتھ میں چھڑی (أسیاط کأذناب البقر) نہیں ہوتی، کسی کے پاس رعب دار اسلحہ دکھائی نہیں دیتا، اس کے باوجود قانون کی بالادستی کا رعب مجرم کو جرم کرنے سے قبل ہزار بار سوچنے پر مجبور کردیتا ہے، کیوں کہ وہاں قانونی مجرم کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے، امیر وغریب، شاہی خاندان اور عوام کے لیے ایک ہی قانون ہے جس کی ایک بہترین مثال گزشتہ دنوں بادشاہِ وقت کے بھتیجے کی سزائے موت کا شرعی وقانونی فیصلہ ہے جو منکرات پر آنکھیں بند کرکے واویلا کرنے والے میڈیا کی نظروں سے اوجھل رہا۔

بہر کیف! سعودی حکومت کے حسن انتظام کی جو عملی تصویریں حرمین شریفین میں ہر طرف نظر آتی ہیں، حرمین کی تعمیر، توسیع، نظافت، حفاظت کی خدمات دکھائی دیتی ہیں، اُسے سعودی حکومت کی حرمین شریفین کے ساتھ کھلی عقیدت کا مظہر ماننا پڑتا ہے اور یہ طرزِ عمل سعودی حکومت کی نیک نامی اور اُمتِ مسلمہ کی ہمدردی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے، پھر دنیا بھر کے زائرین کے ساتھ بلاامتیاز خادمانہ رویہ حرمین کا عمدہ پیغام ثابت ہورہا ہوتا ہے۔

مگر دوسری طرف انہی مقاماتِ مقدسہ میں بعض مقامی اور کچھ اجنبی حضرات سعودی لباس میں ملبوس، ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں کہ جن کا رویہ زائرین کے ساتھ بالکل ہتک آمیز، تحقیر آلود اور تشویش کن ہوتا ہے اور وہ اپنے اس نامناسب رویہ کو پوری طرح سعودی حکومت کی نمائندگی، ترجمانی بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سرکاری وظیفہ ہونے کا تاثر دے کر روا رکھے ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو حرمین شریفین میں مختلف مقامات پر انتظامی رہنمائی یا حلقہائے دروس کے عنوان سے خدمات انجام دے رہے ہوتے ہیں، ایسے بعض لوگ انتظامی ذمہ دار کے مقام پر کھڑے ہوکر اپنی مخصوص فکر کی تبلیغ اور مخالف فکر کی ''تغلیط'' پر زور دے رہے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات بعض زائرین کو روک کر ان کی انتظامی غلطی کی آڑ میں اپنی مخصوص فکر کو ان پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اور اپنی ناتجربہ کاری اور عنادی جذبے کی وجہ سے مسافر زائرین کو صحیح بات بھی تحقیری آلودگی کے بغیر نہیں کہہ پاتے۔

اسی طرح حلقۂ دروس میں بھی بعض مدرسین کے بیان، تعبیر اور شدّت سے واضح طور پر مخصوص فکر مسلّط کرنے اور دوسروں کی تغلیط کرنے کا تأثر دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے حق میں ''تغلیط'' کا لفظ

بہت ہلکا استعمال کیا ہے، وہ اس لیے کہ گزشتہ چند سالوں سے چونکہ سعودی حکومت کو کچھ کچھ اندازہ ہوا تھا کہ سعودی لباس میں ان کے بعض نمک خوار سعودی حکومت کی نمائندگی بڑے مکروہ انداز میں کر رہے ہیں، اس بنا پر سعودی حکومت نے ایسے لوگوں کی لگام کھینچنے کا اعلان فرمایا تھا جس کے کافی اچھے اثرات محسوس ہوئے تھے، یہ لوگ دوسروں کی تکفیر وتضلیل سے کم از کم تغلیط پر آئے ہیں، مگر مکمل طور پر باز اَب بھی نہیں آئے، بلکہ اب بھی جہاں دیکھیں ہر حلقے میں کوئی نہ کوئی اختلافی مسئلہ ''تغلیط'' اور ''تسلیط'' کے انداز میں زیرِ بحث نظر آئے گا۔

ان سمجھداروں کو یہ کون بتا سکتا ہے کہ یہ اختلافات ہم سے بڑے بڑے اپنے اپنے دلائل و براھین کے ساتھ اپنے پیروکاروں کے لیے چھوڑ کے جا چکے ہیں، ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے یہ خواہش کبھی ظاہر نہیں کی کہ سارے لوگ ان کی فکر کے تابع بن جائیں، حرمین شریفین اس کی سب سے بڑی مثال ہے کہ آج تک یہاں جس مسلک کو پیشوائی حاصل رہی اس مسلک کے مقتداؤں یا پیروکاروں نے کبھی اپنی رائے کو دوسروں پر مسلط کرنے یا دوسروں کے لیے عدم برداشت کا رویہ اپنانے کی غلطی نہیں کی، بلکہ ہر ایک مسلک والے آزادی کے ساتھ حرمین شریفین کو اُمتِ مسلمہ کی مشترکہ متبرک متاع سمجھ کر روحانی آسودگی حاصل کرتا رہا ہے، کسی گروہ اور مسلک نے دوسرے کی آزادی اور اس کی یکسوئی میں حائل ہونے کی کوشش نہیں کی اور ہمارا حسن ظن ہے کہ سعودی حکومت کی سرکاری پالیسی بظاہر اَب بھی یہی ہے۔

مگر نہ جانے کیا خفیہ عوامل ہیں کہ حرمین کے بعض مدرسین اور مطوعین اس سرکاری پالیسی کے بالکل برعکس زائرین کو نہ صرف یہ کہ اپنے مسلک کے مطابق عبادت اور اعمال کی آزادی و یکسوئی کے لیے نہیں چھوڑتے، بلکہ ہر وقت اُنہیں تشویش سے دوچار کرنے کے لیے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور اختلافی مسائل کے بیان کے لیے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

حج کے دوران دیکھا گیا کہ حاجیوں کو ان کے مسالک کے مطابق حج کے اعمال، اذکار اور اَوراد سکھانے کی بجائے تین طلاقوں کو ایک بنانے، فاتحہ خلف الامام، رفع یدین اور آمین بالجہر اور تراویح کی رکعات جیسے چودہ صدیوں پرانے مسائل بیان کیے جاتے تھے اور ان مسائل کے بارے میں حاجیوں کے نظریہ وعمل کی درستگی کی کوشش کی جاتی تھی، جو درحقیقت اپنی مخصوص فکر کو حاجیوں پر مسلط کرنے کی ناسمجھی کا ارتکاب ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ یہ مسائل قرنِ اول سے اختلافی چلے آرہے ہیں اور کوئی فریق دوسرے پر اپنا نظریہ وعمل مسلط نہیں کرسکا اور نہ ہی ایسی کوششوں نے کبھی کامیابی پائی ہے، ان اختلافی مسائل کے باوجود اُمتِ مسلمہ باہمی اُخوت ومحبت سے محروم نہیں رہی، اب موجودہ حالات میں اس طرح کے اختلافی مسائل کو اس شدومد کے ساتھ بیان کرنا کہ گویا سعودی حکومت دوسری رائے والوں کو سراسر غلط سمجھتی ہے

اور دوسری رائے کے سارے لوگ دین اور دینداری سے عاری ہیں، اس کی بجز اس کے کیا تاویل ہوسکتی ہے کہ یہ مخصوص طبقہ سعودی حکومت کے خرچہ پر سعودی حکومت اور اُمتِ مسلمہ کے درمیان نفرتیں پیدا کرکے دوریاں پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسلامی دنیا میں سعودی حکومت کو تنہا کرنا چاہتا ہے۔

ہماری رائے میں سعودی خرچہ پر سعودی خزانوں سے اپنی تجوریاں بھرنے والے مغربی دشمنوں کی بنسبت یہ طبقہ سعودی حکومت کے حق میں زیادہ نقصان دہ ہے، کیوں کہ مغربی قوم کے مکر وفریب کو سمجھنے کی وجہ سے تو اُمتِ مسلمہ اور سعودی حکومت میں وحدت واعتماد کی فضاء قائم ہورہی ہے اور اسلامی سیاسی وعسکری اتحاد کی شکلیں پیدا ہورہی ہیں، جبکہ ہمارے بعض ناداں دوست سعودی خرچہ پر اُمتِ مسلمہ کے پرانے اختلافی مسائل کو ہوا دے کر اُمتِ مسلمہ اور سعودی حکومت کے درمیان وحدت کو ختم کرنے کے اسباب جمع کررہے ہیں، جو کہ اسلامی دنیا میں سعودیہ کو تنہا کرنے کی گھناؤنی سازش ہے۔ ہمارا خدشہ ہے کہ یہ لوگ سعودی حکومت کے لیے کہیں مارِ آستین ثابت نہ ہوں اور یہ ناروا رویے اس صورتِ حال کا پیش خیمہ ثابت نہ ہوں جو پھنپھناتے اژدہا کی طرح حجازِ مقدس کا رُخ کیے ہوئے ہے۔ ولا سمح اللہ

(جاری ہے)